بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ملک میں انقلاب کی جو آندھیاں اُٹھ رہی ہیں، وہ سیاست کے رقبہ تک ہی محدود نہیں بلکہ اُنہوں نے ہماری زبان و ادب کے محفوظ خطہ میں بھی ایک عجیب طرح کی شورش پیدا کر رکھی ہے جس "اُردو کے پجاری" نوجوان کو دیکھیے "نئے ادب" یا "ترقی پسند" ادب کی مالا جپتا ہوا، اور اُسی کے نام کا کلمہ پڑھتا ہوا نظر آئیگا۔ عنوان کتنا دلفریب اور سرنامہ کس قدر جاذبِ نظر و توجہ ہے۔ کون کافر ادب ہوگا جو نقد متاع جان کو نذر دلفریبی عنوان کرنے میں ایک لحظہ کے لیے بھی پس و پیش کریگا، لیکن ہمارے یہ نوجوان "نئے ادب" اور "ترقی پسند شاعری" سے کیا مُراد لیتے ہیں۔ اور اُس کے کیسے کیسے عمدہ نمونے پیش کر رہے ہیں۔ اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے اُن کا جائزہ لیں تو آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ انقلاب کے علمبردار نوجوان ترقی کے نام سے جو کچھ کر رہے ہیں وہ ترقی نہیں، بلکہ سراسر تنزل و انحطاط ہے۔ اور اُردو زبان و شاعری کو ایک ایسی شکل میں تبدیل کر دینے کی کوشش ہے جو حسن معنیٰ و صحت مفہوم کے خط و خال سے بالکل عاری ہو۔

اِن انقلاب پسند ادیبوں کی اصطلاح میں ترقی پسند ادب سے مُراد ایک ایسا ادب ہے جو ہر قسم کی اخلاقی اور ادبی و لسانی قید و بند سے آزاد ہو جس میں عریاں اور بے ربط خیالات پیش کیے جائیں، اور جو نہاں خانۂ قلب میں دبے ہوئے جذبات سفلی کی چنگاریوں کو برافروختہ کرنے میں دامن باد کا کام دے۔ اپنی روایات اخلاقی، امتیازات معاشرتی، اور اختصاصات ادبی کی تضحیک و تحقیر، اور اجنبی ادبیات اور لٹریچر کی کورانہ نقالی اس ادب کا طغرائے امتیاز ہے۔ مزدور کی حمایت اور سرمایہ داری سے عداوت ایک خوشنما نقاب ہے جس میں نئے ادب کی ناطورۂ زشت رُو نے اپنے چہرے کے بدنما داغ چھپا رکھے

ہیں، نئی شاعری سے ان کی مراد یہ ہے کہ شعر کو وزن وقافیہ کی حد بندیوں سے بالکل آزاد کردیا جائے اور چند مہمل اور بے معنی الفاظ کو یونہی اشتم پشتم جمع کر کے اس مجموعہ کا نام نظم رکھ دیا جائے۔ انگریزی کی تقلید میں پہلے پہلے نظم غیر مقفیٰ (BLANK VERSE) کا رواج ہوا، بات یہاں تک بھی کچھ زیادہ نہیں بگڑی تھی، قافیہ نہیں تھا، وزن تو تھا، ترنم پھر بھی کچھ نہ کچھ پایا جاتا تھا، لیکن اب اس ترقی نے ایک اور قدم بڑھایا ہے اور نظم غیر مقفیٰ کے بجائے آزاد شعر (Free verse) کا رواج ہوتا جارہا ہے۔ اگر خیالات مربوط، اور جملے بامعنی ہوتے تو ہم اُسے نثر سمجھ کر ہی وزن وقافیہ کو صبر کرلیتے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ اسے نثر بھی نہیں کہہ سکتے صرف ہزلیات کا ایک مجموعہ، اور بے ربط الفاظ کا ایک ڈھکوسلا ہے جس کے ذریعہ لوگوں کی سامعہ خراشی کر کے خواہ مخواہ داد حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پنجاب اُردو زبان وادب کی جو قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے وہ کسی باخبر سے پوشیدہ نہیں لیکن یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اس نئے ادب اور شاعری کی شاخیں بھی یہیں سے پھوٹ رہی ہیں تین چار سنجیدہ رسالوں کو چھوڑ کر یہاں کا کوئی ادبی رسالہ ایسا نہیں ہے جس میں اس اینگلو اُردو شاعری کے مضحکہ انگیز نمونے شائع نہ ہوتے ہوں۔ عجیب بات یہ ہے کہ جو نوجوان مذہب و اخلاق کی پُرانی روایات کو توہمات کا ایک مجموعہ سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہوں وہ ادب اور شاعری کے معاملہ میں اس درجہ زود اعتقاد واقع ہوئے ہیں کہ ہر پریشان فکر کو فلسفہ، ہر بے ربط مجموعۂ خیالات کو ادب زرین اور ہر انمل بے جوڑ تُک بندی کو بہترین شعر کہنے میں تامل نہیں کرتے، ضرورت ہے کہ اُردو کے ادبا وشعراء اس گمراہ کن جدت طرازی کے خلاف مناسب اقدام کریں، ورنہ قوی اندیشہ ہے کہ "کار اُردو تمام خواہد شد"

افسوس ہے ماہ گذشتہ میں مولوی ابوالمکارم محمد عبدالبصیر صاحب عتیقی آزاد کئی ماہ کی شدید علالت کے